



وہدۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا
اور
قرن تفسیر

تالیف
علامہ مفتی محمد رفیع احمد علی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ؕ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَقَمْنِ شَرْحَ اللّٰهِ صَدْرَهُ، لِاِسْلَامٍ فَهُوَ عَلٰی نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ

یہ شرح صدر ہی تو تھا کہ قلیل عرصہ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت پالی ورنہ عقل کب باور کر سکتی ہے کہ چودہ سال کی عمر میں جملہ علوم و فنون ازبر ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بزور بازو نہیں ملتی جب تک کہ بخشے والا خداوند تعالیٰ نہ عطا کرے۔)

اور یہ علوم و فنون صرف ازبر نہ تھے بلکہ ہر فن پر مبسوط تصانیف موجود ہیں اور وہ بھی کسی سے مستعار نہیں بلکہ قلم رضوی کے اپنے آب دار موقی ہیں اور تحقیق کے ایسے بہتے ہوئے بحر ذخار کو دیکھ کر بڑے بڑے محققین انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں۔ آپ کو قلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور شواہد بتاتے ہیں کہ جس بندہ خدا کو جس فن کی مہارت نصیب ہو وہ دوسرے فن میں ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے مثلاً امام بخاری قدس سرہ کو دیکھئے کہ دُنیاۓ اسلام نے فن حدیث کا انہیں ایسا امام مانا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن فقہاء کے استنباط اور تاریخی حیثیت سے آپ کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو فن حدیث میں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ خصوصیت ہے کہ فن کے ماہرین نے مانا ہے کہ آپ ہر فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں چنانچہ شاعروں نے آپ کو امام الشعراء سمجھا، فقہاء نے آپ کو وقت کا ابو حنیفہ مانا، محدثین نے امیر الحدیث وغیرہ وغیرہ اس لئے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے لئے فرمایا اور بجا فرمایا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

اس وقت فقیر کا موضوع سخن فن تفسیر ہے واضح کروں گا کہ آپ اس فن کے بھی مسلم امام ہیں اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پورے قرآن پاک کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن حق یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے تفسیری عبارات جمع کئے جائیں تو ایک مبسوط تفسیر معرض وجود میں آسکتی ہے چنانچہ فقیر اولیٰ غفرلہ نے اس کام کا آغاز کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شرائط فن تفسیر

امام جلال الملتہ والدین حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتفاق میں لکھا ہے کہ مفسر اس وقت تفسیر قرآن لکھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتا ہے جب چودہ فنون کی مہارت حاصل کر لے۔ ورنہ وہ تفسیر نہیں تحریر قرآن کا مرتکب ہوگا۔

اس قاعدہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نہ صرف ان چودہ فنون کے ماہر ہیں بلکہ پچاس فنون پر کامل دسترس رکھتے ہیں بلکہ بعض فنون پر آپ کی درجنوں تصانیف ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کو مستقل طور پر تفسیر لکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن آپ کی تصانیف سے قرآنی ابحاث کی ایک ضخیم تفسیر تیار ہو سکتی ہے اور فقیر ادبسی نے اس کے اکثر اجزاء کو جمع کیا ہوا ہے بنام 'تفسیر امام احمد رضا' خدا کرے کوئی بندہ خدا اس کی اشاعت کیلئے کمر بستہ ہو جائے۔ (آمین)

علاوہ ازیں تفاسیر پر آپ کی عربی حواشی کے اسماء ملتے ہیں۔ مثلاً.....

۱.....الزلال الانقى من بحر سفينة اتقى

۲.....حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

۳.....حاشیہ عنایت القاضی شرح تفسیر بیضاوی

۴.....حاشیہ معالم التنزیل

۵.....حاشیہ الاتفاق فی علوم القرآن سیوطی

۶.....حاشیہ الدر المنثور (سیوطی)

۷.....حاشیہ تفسیر خازن

علاوہ ازیں بعض آیات اور سورتوں پر آپ کی متعدد تصانیف موضوع تفسیر پر ملتی ہیں جنہیں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع فرمایا ہے چند ایک کے اسماء درج ہیں:

۸.....انوار العلم فی معنی معیار واستجب لکم فارسی زبان میں ہے ۱۳۲۷ء تک غیر مطبوع تھی اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اجابت دعا کے کیا کیا معنی ہے۔ اثر ظاہر نہ ہونا دیکھ کر بے دل ہونا حماقت ہے۔

۹.....الصصام علی مشک فی آیة علوم الارحام اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پادریوں کا رد فرمایا ہے اردو زبان میں طبع شدہ موجود ہے۔

۱۰.....انباء الحی ان کتاب المصون تبیان لکل شئی عربی اردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید اشیائے عالم کی ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

۱۱.....النفحة الفاتحه من مسلك سورة الفاتحه اُردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے سورۃ فاتحہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو ثابت فرمایا ہے۔

۱۲.....نائل الراح فی فرق الريح والرياح فارسی زبان میں ہے۔

مذکورہ رسائل صرف تفسیر سے متعلق ہیں۔ بعض اوقات کسی مسئلہ کے متعلق استفسار پر آپ نے تفسیری نقطہ نگاہ سے حل فرمایا دراصل آپ کو عالم دنیا سے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے فتاویٰ کے جوابات سے فرصت کم ملی ورنہ اگر اس طرف توجہ دیتے تو تفسیر کا ایک جز ہزاروں صفحات پر پھیلتا۔ صرف بسم اللہ شریف کی تقریر پر مختصر سے وقت میں آپ کا ایک طویل مضمون موجود ہے جو آپ نے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر بریلی شریف میں بیان فرمایا تھا جو سوانح اعلیٰ حضرت میں صفحہ ۹۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۱۲ تک ختم ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر دوسرا وعظ صفحہ ۱۱۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۳۱ تک ختم ہوا یہ بھی تقریر کے رنگ میں ہوا جو تحریر کے میدان میں کوسوں دُور سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اتنے صفحات کا مضمون بیان کر جانا کسی مرد میدان کا کام ہے اور وہ بھی مفسر نہ رنگ میں اور پھر تفسیر سورۃ الضحیٰ لکھی تو سینکڑوں صفحات پھیلا دیئے۔ جس کی ایک ایک سطر کئی تفاسیر کے مجموعہ کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ کو رشک ہوتا کہ ایسے بحر بے پایاں کے قلم سے جس طرح فقہ اور حدیث اور دیگر فنون کے دریا بہائے گئے ہیں کچھ تفسیری نوٹ بھی آپ کی یادگار ہوں تو رہے قسمت اگرچہ اجمالی طور پر ہی سہی چنانچہ صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہار الشریعہ قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں سے نوازے، انہوں نے اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عدیم الفرستی کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ لکھوا ہی لیا چنانچہ سوانح نگار حضرات قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے گزارش کی آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا، چوں کہ ترجمہ کیلئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن قلم دوات لے کر حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر ترجمہ آیت کریمہ کا فرماتے جاتے اور حضرت صدر الشریعہ لکھتے جاتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و حدیث و لغت کو ملاحظہ فرماتے اور آیات کو سوچتے پھر ترجمہ بیان فرماتے قرآن مجید کا فی البدیہہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے تھے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف پڑھتا چلا جاتا ہے۔ علماء کرام جب دوسری تفاسیر سے

تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل عین مطابق ہے الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آئی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ختم ہو گیا اور حضرت صدر الشریعت کی کوشش بلخ کی بدولت سنیت کو **کنز الایمان** کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ (فجزاه اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع اہل السنۃ جزءا کثیرا و اجرا جزیلا)

حضرت محمد کچھوچھوی سید محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے علم قرآن کا اندازہ اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کو کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو یہ بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن مجید کی تفسیر ہے اور اردو زبان میں روح قرآن ہے بلکہ فقیر ایسی کا ذوق یوں گواہی دیتا ہے۔

ہست قرآن بزبان اردوی ہچوں مثنوی بزبان پہلوی

اس ترجمہ کی شرح میں حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہو کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کثتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شیٰ دیگر است و علم القرآن شیٰ دیگر است

☆ علماء دیوبند نہ صرف حریف بلکہ وہ آپ کو ہر معاملہ میں ترچھی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا قرآن مجید کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

اور آپ کے ترجمے کے مقابلہ میں موجودہ دور کے تمام اردو تراجم کو دیکھا جائے تو ان میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اس لئے محققین نے اس کو دیکھ کر ذیل کی آراء قائم فرمائی ہیں۔

۱..... ترجمہ اعلیٰ حضرت تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔

۲..... اپنی تفویض کے مسلک اسلام کا عکس ہے۔

۳..... اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا موید ہے۔

۴..... زبان کی روانی اور سلامت میں بے مثل ہے۔

۵..... عوامی لغات و بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔

۶.....قرآن پاک کے اصل منشاء مراد کو بتایا ہے۔

۷.....آیات ربانی کے انداز خطاب کو پہنچا ہے۔

۸.....قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

۹.....قادر مطلق کی روئے عزت و جلال میں نقص و عیب کا دھبہ لگانے والوں کیلئے تیغ بران ہے۔

۱۰.....حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے۔

۱۱.....عام مسلمین کیلئے با محاورہ اُردو میں سادہ ترجمہ ہے۔

۱۲.....لیکن علماء کرام و مشائخ عظام کیلئے معرفت کا امنڈتا ہوا سمندر ہے۔

بس اتنا ہی سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادر مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنز الایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔

فقیر نے جہاں بھی آپ کی تصانیف میں تحقیق مفسرانہ دیکھی تو رازی و غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قلم سے آفرین و تحسین سنی اختصار کے پیش نظر چند ایک نظائر مشتمل نمونہ خروار ملاحظہ ہوں جو آپ کی تصنیف سے اخذ کئے گئے ہیں۔

پیشانی کا داغ

سائل نے صرف اتنا استفسار کیا کہ بعض نمازیوں کو بہ کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر و حشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہوتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کو جنبش آئی تو چھ صفحات مفسرانہ حیثیت سے لکھے اور ثابت فرمایا کہ اس نشانی کے متعلق چار قول ماثور ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا جدا اور آیت **سیمامہم فی وجوہہم من اثر السجود** کا ایسا مفہوم ادا فرمایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان اوہام کا ازالہ فرمایا جو پیشانی کے داغ کو **سیمامہم فی وجوہہم من اثر السجود** میں سمجھتے ہیں۔ یہ مضمون سوانح احمد رضا میں چند صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو نہایت قابل مطالعہ ہے اور تمام تحقیق تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے مزین ہے۔

آیت میثاق

وَاِذَا خَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ النِّبِیِّینَ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ پر گفتگو فرماتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا **اقول وبالله التوفیق** پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن کریم نے کس قدر مہتمم یا نشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا:

اَوَّلًا..... انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں زہار حکم الہی کے خلاف ان سے کوئی کام صادر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ بہ طریق امر انہیں فرماتا کہ اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد عہد است برکتم کا دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا کہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم وبارک و شرف و بحل و عظم) خاتماً..... اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا **لَتَوْمِنُنَّ بِهِ التَّنَصُّرُ** جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین لی جاتی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ..... بیعت اس آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثانیاً..... نون تاکید

رابعاً..... وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید اور دو بالا فرمایا۔

خامساً..... یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائیں کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں **اقدرتم** کیا اس امر پر اقرار لاتے ہیں یعنی کمال و تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادساً..... اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا **واخذتم علی ذالکم اصری** خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً..... **علیہ یا علیٰ هذا** کی جگہ **علی ذالکم** فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً..... اور ترقی ہوئی کہ **فاشهدوا** ایک دوسرے پر گواہ ہو جائے۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً..... کمال یہ ہے کہ صرف ان کی گواہی پر اکتفاء نہ ہوا بلکہ فرمایا **انا معکم من الشاہدین** میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

عاشرأ..... سب سے زیادہ نہایت کاریہ ہے کہ اس عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآئکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ **فمن تولیٰ بعد ذالک فاولئک ہم الفسقون** اب جو اس اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا اللہ اللہ یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں بیان فرماتا ہے **ومن یقل منهم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم کذالک نجزی الظالمین** جو ان میں سے کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اس کو جہنم کی سزا دیں گے ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں ستم گروں کو گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزا دل لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یوں ہی جز دوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعتنائے تام ہے کہ میں تمام جہانوں کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتداء کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے اور اس سے قبل اس آیت کا تبصرہ کئی صفحات پر فرمایا تبصرہ کر کے پھر معتبر تفاسیر اور محققین علماء کرام کی تصانیف کے خلاصہ کو دریا در کوزہ کی مثالی قائم فرمائی۔

کلی علم غیب

اور یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حصہ تھا کہ جب اعدائے دین نے شان نبوت ولایت پر ہاتھ ڈالا تو اعلیٰ حضرت کا قلم ڈھال بنا اور مذہب مہذب اہل سنت کے جمیع مسائل کو قرآنی اصول کے مطابق ڈھالنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ حقیقت کو نصف النہار سے زیادہ آشکارا فرمایا چنانچہ علم غیب کلی اہل سنت اور مخالفین کے مابین نزاع کا ایک اہم مسئلہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب گویا ہوئے تو جلال المملکت والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ساتھ لیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علم غیب کلی کا دعویٰ یوں تحریر فرمایا: بے شک حضرت عزت و عظمت نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تا مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا **ملکوت السموات والارض** کا شاہد بنایا روز ازل سے روز آخرت یعنی روز قیامت تک کے سب **ماکان وما یکون** انہیں بتائے اشلئے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیم ان سب کو محیط ہووانہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر پر رطب دیا بس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا الحمد للہ حمداً کثیراً بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین و باریک و کرم و سلم بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز اعاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حدود بے کنا سمندر لہر رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک و مولا جل و علا (والحمد للہ العلیٰ الاعلیٰ) کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بہت شافی و بیان وافی ہے اس کے بعد آپ علم غیب کے مسئلہ کو قرآنی آیات سے ثابت فرما کر آخر میں اصول قرآنی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

تبحر فی فن التفسیر کے نمونے

بالاستیعاب تو نہیں چند آیات کے نمونے تفسیری حیثیت سے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

۱..... فتاویٰ افریقہ ۱۷ میں ہے سائل نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے متعلق سوال لکھا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے جواز میں آیت **وانکحوا الایمی منکم والصالحین من عبادکم** سے استدلال فرمایا اس کے بعد تفسیر القرآن باللحدیث کے قاعدہ پر آیات کی تفسیر اور اپنے موضوع کو احادیث مبارکہ کے چند حوالہ جات سے مزین فرمایا پھر اس کے بعد تفسیر القرآن بالقرآن جو تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے آیت مذکورہ کیلئے **یعبادی الذین اسرفوا** سے استشہاد فرمایا۔ آپ کے استدلال پر فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو سامنے رکھے تو یقین آئیگا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ طرز استدلال میں امام رازی ہیں۔

۲..... اسی فتاویٰ افریقہ ۱۹ میں سائل نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی بعض تصانیف میں اہل اسلام کو مخاطب فرمایا کیا آپ کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ دوسروں کو تمہارا خدا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف اسی ایک چھوٹے سوال پر اختصار اُدس آیات اور دس احادیث سے جواب مرحمت فرمایا جو آپ کی قرآن دانی کا بین ثبوت ہے۔

۳..... اسی فتاویٰ افریقہ میں بد مذہب سے بیزاری کے متعلق درجنوں آیات سے استدلال کے بعد متعدد احادیث مبارکہ سے استشہاد فرمایا۔

۴..... اسی فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۱۳ پر آیت وسیلہ کا بیان مفصل مفسر فرمایا کہ جس میں وسیلہ کی تمام شقوں کی تفصیل پھر اس پر اسلاف صالحین کے ارشادات کی تزیین کے بعد پیری مریدی کی تمام اقسام واضح فرمائیں جن میں سچے اور جھوٹے پیروں فقیروں کی پہچان آسان فرمادی جو اسلاف صالحین کی تصانیف میں یکجا کہیں اسی تحقیق کے ساتھ نہ ملے گی پھر کمال یہ ہے کہ صرف ایک جملہ کی تحقیق پر کتاب کے کئی صفحات پُر فرمائے امام فخر الدین رازی قدس سرہ کو ناقدین نے معاف نہ فرمایا کہا امام موصوف آیت کے مضمون کو اتنا طول دیتے ہیں کہ فن تفسیر کا رنگ بکھر جاتا ہے لیکن ہمارے امام ممدوح کا مضمون اتنا پر بہار ہے کہ جتنا طویل ہوتا گیا اتنا فن تفسیر اُجاگر ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر وہی ناقدین ہمارے امام ممدوح کے مضمون کو دیکھ لیتے تو قلم رضا کو چوم لیتے۔

۵..... اکثر مفسرین صرف ناقل ہوتے ہیں استنباط کرنے والے گفتی کے چند ملیں گے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اللہ کی طرف سے تائید غیبی نصیب تھی کہ آیت کی تفسیر میں نقول معتبرہ کے ساتھ احادیث مبارکہ سے جب استنباط فرماتے تو دریا بہا دیتے چنانچہ آیت **ان اشکر لی ولوالدیک** کی تفسیر میں **حقوق الاولاد علی الوالد** اسی حقوق گنائے جو سب کے سب آیت کی تفسیر سے متعلق اور احادیث مبارکہ سے مستنبط ہیں۔ صرف اسی مضمون پر ایک مستقل رسالہ **مشعلۃ الارشاد** تیار ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور درجنوں بحثیں آیت کی تفسیر میں لائے جنہیں پڑھنے کے بعد تصدیق ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تجر فی فن التفسیر بے مثال ہے۔

۶..... اجمالی آیات کی تفسیر میں مفسرین کا ہمیشہ اختلاف چلا آرہا ہے لیکن مفسرین کی عادت رہی ہے کہ اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ درجنوں دلائل قائم کئے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طرز زوالہ ہے کہ جب اپنے موقف کی توضیح فرماتے ہیں تو سینکڑوں دلائل و براہین حوالہ قلم فرماتے ہیں چنانچہ تجلی الیقین کی تصنیف آپ کے شہسوار قلم ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے کہ مفسرین نے جب آقائے کونین ماوائے ثقلین رحمت کل ہادی سبل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کا انکار کیا تو درجنوں آیات قرآنیہ مع حوالہ جات تفاسیر مستندہ اور درجنوں احادیث صحیحہ اور اقوال اور اسلاف صالحین کی تصنیفات سے استدلال فرمایا اس تصنیف پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یوں انعام نصیب ہوا کہ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت بشارت سے نوازا جس کا ذکر امام اہل سنت نے تجلی الیقین کے آخر میں خود بیان فرمایا ہے۔

۷..... صرف ایک آیت پر سینکڑوں صفحات پر کتاب لکھ دی جو پوری کتاب تفاسیر کے حوالہ جات کے علاوہ اپنے استنباطات کے ساتھ اصول تفسیر سے موضوع کو مضبوط و موثوق فرمایا مثلاً آیت ممتحنہ کی تفسیر الحجۃ المومنینہ قابل مطالعہ کتاب ہے۔

۸..... مختلف مسائل پر تفاسیر گننے بیٹھے تو تفاسیر کے حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیئے چنانچہ **ما اهل لغير الله به** کی توثیق میں تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات لکھوائے حیات اعلیٰ میں ۳۶ تفاسیر کی عبارت لکھوائیں پھر بھی فرمایا ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

۹.....تفسیر میں قرآنی نکات بیان فرمائے تو خود مفسرین حیرت میں آگئے ملفوظ شریف حصہ چہارم میں فرمایا کہ ساتوں آسمان سات زمینیں دُنیا ہیں اور ان سے وراء سدرۃ المنتہی ہے، عرش، کرسی و آراخرت۔ دار دنیا شہادت ہے اور و آراخرت غیب۔ غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے **و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہما الا هو** اور دوسری جگہ ارشادِ ربّانی ہے **لہ مقالید السموت والارض** مفاتیح کا حرف اوّل میم م اور آخری حرف حاح اور مقالید کا پہلا حرف م اور آخری حرف د مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے یعنی (محمد ﷺ) اسی سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب اسے دی گئی ہیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جان نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں
یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سے حجرہ نغیا عدم میں مقفل تھی۔ مفاتیح مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدانِ ظہور میں لایا گیا۔ وہ ذات۔۔۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ عدم یا نغیا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے کچھ بھی نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے
۱۰..... اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بحر فی فن التفسیر سمجھے یا کرامت کہ خلاف عادت قرآن کی آیات برجستہ مخالف کو جواب دیا چنانچہ ایک رافضی نے کہا کہ **انا من المجرمین منتقمون** کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمان کے ہیں (معاذ اللہ) اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ سن کر بے قرار ہو گئے فوراً بلا تاخیر برجستہ کئی صفحات جوابات بیان فرمائے وہ جوابات سنئے:-
(رافضی لعنہم اللہ تعالیٰ) کی بناء مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا پر ہے۔

اولاً..... ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔
امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔
(۱) ہاں رافضی..... بارہ سو دو (۱۲۰۲) عدد کا ہے کہ ابنِ سبّاور افضہ

عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نگرہ حیرت میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص تراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ کیسے نص صریح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے تمام موجودات جملہ **ماکان وما یكون الی** **یوم القيامة** جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب سماء و ارض عرض فرش میں کوئی ذرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باہر نہ رہا۔

جو کچھ اعلیٰ حضرت قدس نے اصول تفسیر کے طور پر اپنا مسلک واضح فرمایا وہی اصول امام سیوطی سینکڑوں سال پہلے بیان فرما گئے چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :-

العالم يستغرق الصالح من غير حصرو صيغة كل مبتدأة وما والمعروف بال واسم الجنس المضاف والنكرة في سياق العفی --- العام الباقي في عمومہ من خاص القرآن ما كان مخصصاً لعموم السنة وهو عزيز قال اين الحصار انما يرجع في النسخ الى نقل صريح عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن اصحابی يقول آية كذا نسخت كذا قال و حکم به عند وجود التعارض المقطوع به سع علم التاريخ يعرف التقدم والمتاخر قال ولا يعتمد في النسخ قول عوام المفسرين بل ولا اجتهد المجتهدين من غير نقل صحيح ولا معارضة بينة لان النسخ يتضمن دفع حکم و اثبات حکم تقرر في عهده صلى الله تعالى عليه وسلم و الصعتمد فيه النقل والتاريخ دون الراي والاجتهاد قال والناس في هذا بين طرفي نقيض فمن قائل لا يقبل في النسخ اخبار الاحاد العدول ومن --- يكتفى فيه بقول مفسر او مجتهد والصواب خلاف قولهما --- اذا سيق العام للمدح والذم فهل هو باق على عمومہ فيه مذاهب احدها نعم اذ لا صارف عنه ولا تنا في بين العموم وبين المدح والذم۔ الخ

(۲) ہاں رافضی..... بارہ سو عدد ان کے ہیں: ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق کلینی بابو یحییٰ طوسی حل۔

(۳) ہاں رافضی..... اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً لست منہم فی شیء

بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ (سورۃ الانعام، رکوع: ۳)
اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں روافض اثناء عشریہ شیطانیہ اسماعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسماعیلیہ میں الف چاہتے تو یہی عدد ہیں روافض اثناء عشریہ نصیریہ و اسماعیلیہ کے۔

(۴) ہاں اور رافضی!..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لہم اللعنة و لہم سوء الدار** ان کیلئے لعنت ہے اور ان کیلئے ہے برا گھر (سورۃ الرحمہ، رکوع: ۲) اس کے عدد ۶۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حل کے۔

(۵) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم** وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کیلئے ان کا ثواب ہے۔ (سورۃ الحجید، رکوع: ۳) اس کے اعداد ۱۴۴۵ ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی سعید کے۔

(۶) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نورہم** وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کیلئے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحجید، رکوع: ۳) اس کے اعداد ۱۷۹۲ اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی طلحہ زبیر سعید کے۔

(۷) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نورہم** جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کیلئے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحجید، رکوع: ۳) اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعید، ابو عبیدہ، عبدالرحمن بن سوف کے۔

آخر میں فرمایا، الحمد للہ آیت کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء طیبہ بھی سب آ گئے جس میں اصلاً تکلف و قصص کو دخل نہیں۔ چند دنوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسماء اشرار و آیات مدح و اسماء اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جس میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جائے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد واللہ اعلم (فقیر احمد رضا قادری غفرلہ)

اس فتویٰ کو نقل کر کے مستفتی نے لکھا ہے شیعہ رافضی کا مآشاء اللہ وہ نہیں بلکہ قیمر ہو گیا۔

اب مجال دم زون نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہل سنت و جماعت و چشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی۔ واللہ باللہ عدد و اختیار و اشرار کے اسماء بلا سوچے اور بے تامل کئے فرما دیئے کہ فقیر سو اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار یہ ذریعہ القائے ربانی والہام سبحانی تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت: ۱۴۹، ۱۵۰)

وقت کے پیش نظر یہ چند جملے پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ دفتر کے دفتر اس موضوع کیلئے بھر جائیں۔ انہی چند سطور کو مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین)

فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیّد المرسلین و علیٰ آلہ
و اصحابہ اجمعین فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۱۹ صفر ۱۴۰۳ھ بہاولپور، پاکستان

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ